نماز کا اعادہ-احکام ومسائل

کیا ہر مکروہ تحریمی سے نماز کا اعادہ واجب ہے:

سوال: ہر مکروہ تحریمی فعل سے نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ

مکروہ تحریمی فعل سے بیشک اعادہ نماز کا، واجب ہوتا ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۵۶/۲)

"کل صلاة أديت مع كراهية وجبت إعادتها" کا محمل:

(ہر وہ نماز جو مکروہ کے ارتکاب کے ساتھ پڑھی گئی، اس کا لوٹانا مستحب ہے یا واجب؟)

سوال: فقہ کا اصول "کل صلاة أديت مع كراهية وجبت إعادتها " کا محمل کیا وقت کے ساتھ خاص ہے کہ وقت کے بعد بھی اعادہ ضروری ہے، جب کہ فتاویٰ محمودیہ: ۱۴۳/۲، **تحفة الألمعي**: ۶۰/۲، ۱۰۱ پر لکھا ہوا ہے کہ وقت میں اعادہ واجب ہے اور وقت کے بعد مستحب ہے، برخلاف عمدۃ الفقہ: ۳۴۱/۲، مسائل امامت مدلل "مفتی حبیب الرحمٰن خیرآبادی کی" ۲۸۳، شامی مکتبہ دارالکتاب: ۴۵۵/۲ سے ۴۵۸/۲ تک کے خلاصہ سے یہ بات راجح سمجھ میں آتی ہے کہ وقت اور بعد الوقت اعادہ کرنا واجب ہے۔

تو حضرت سے گزارش ہے کہ برائے کرم اس تعارض کو دور کر کے شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا و مسلمًا

احسن الفتاویٰ کی چوتھی جلد میں ایک مستقل رسالہ "**نيل السعادة بالاقتداء فى الصلاة المعادة**" نامی شامل

(۱) وكذا كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۴۲۵/۱، ظفير)

وعن السرخسى من ترك الاعتدال تلزمه الإعادة ومن المشايخ من قال: تلزمه ويكون الفرض هو الثانى ولا إشكال فى وجوب الإعادة إذ هو الحكم فى كل صلاة أديت مع كراهة التحريم ويكون جابراً للأول لأن الفرض لا يتكرر، الخ. (فتح القدير، باب صفة الصلاة: ۳۰۱/۱، دار الفكر بيروت. انيس)

ہے،اس کے اخیر میں صاحبِ فتاویٰ تحریر فرماتے ہیں: بارہویں صدی ہجری کے مشہور فقیہ النفس حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں،مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کے فتاویٰ اور تحقیقاتِ فقہیہ میں آپ کے تبحر وتعمق کے مشاہدہ کے بعد واضح ہوتا ہے کہ آپ کی تحقیقات کا مطالعہ کئے بغیر آپ کا تعارف بہت ناقص، بلکہ کالعدم ہے،مسئلہ زیرِ بحث سے متعلق آپ کے دوفتوے نقل کئے جاتے ہیں:

سوال: بعداز خروجِ وقت جبرِ نقصان مستحب است یا واجب؟

جواب: ہر دو روایت است، **والأصح الوجوب كما في مسائل شتّٰى من شرح المنية.**

سوال: درجبرِ نقصانِ نمازِ مغرب ووتر اگر سہواً بر سہ رکعت نہ نشست، چہ کند؟ سہو دہد یا جبر باز گرداند۔

الجواب: باز گرداند۔(بیاضِ ہاشمی قلمی جلد اول باب قضاء الفوائت:۱۳۰،احسن الفتاویٰ:۳/۳۵۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ:احمد خانپوری۔۱۵/رجب المرجب ۱۴۲۸ھ۔

الجواب صحیح:عباس داؤد بسم اللہ الجواب صحیح:عبدالقیوم راجکوٹی۔(محمود الفتاویٰ:۱/۴۶۴-۴۶۵)

مقتدی کا فرض یا واجب چھوٹ جانا:

سوال: اگر مقتدی کا کوئی واجب یا فرض جماعت میں غلبۂ نوم سے یا ضعف بصارت سے ترک ہوجاوے تو کیا اس مقتدی کو نماز کا اعادہ کرنا ہوگا؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

ہاں مقتدی کو اعادہ کرنا ہوگا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی،مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور۔(منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۳۱۲-۳۱۳)

دوسجدوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا موجب اعادہ صلاۃ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص دوسجدوں کے درمیان جلسہ نہیں کرتا، یعنی صرف اشارہ کرتا ہے،کیا یہ نماز ہوجاتی ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی:مسعود صدیقی محلّہ موچی پورہ کابلی گیٹ پشاور......۱۷/۲/۱۹۹۱ء)

(۱) إن المؤتم لو قام ساهياً في القعدة الأولٰى يعود ويقعد،لأن القعود فرض عليه بحكم المتابعة حتى قال في البحر:ظاهره أنه لو لم يعد تبطل صلاته لترك الفرض.(رد المحتار على الدر المختار: ٢/١٦٦)واجبات الصلاة : ١/٤٧١، دار الفكر.انيس)

یعنی مقتدی پر اعادہ اس لیے واجب ہے کہ ان پر امام کی اتباع واجب ہے،یہی وجہ ہے کہ بعض علما نے عدم اتباع کی وجہ سے نماز کو باطل قرار دیا ہے۔انیس

الجواب

جب جلسہ (**سبحان اللہ**) کہنے کی مقدار سے کم ہو تو نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے۔(۱) **وھو الموفق**

(فتاویٰ فریدیہ:۲/۲۴۴)

تشہد، درود ودعا ترک کردے، تو نماز واجب الاعادہ ہوگی یا نہیں:

سوال: مقتدی نے آخر قعدہ میں التحیات اور درود شریف ودعا کچھ نہیں پڑھا اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، اس صورت میں نماز قابل اعادہ تو نہ ہوگی؟

الجواب

اگر سہواً تشہد نہیں پڑھا تو اعادہ لازم نہیں اور اگر عمداً ترک کیا ہے تو نماز تو اس صورت میں بھی ہوگئی، مگر اعادہ لازم ہے؛ تاکہ ترک واجب عمداً سے جو خلل آگیا ہے، وہ مرتفع ہو جاوے۔(۲)

۱۳/ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ۔ (امداد الاحکام:۲/۹۷)

سجدۂ سہو بھول جائے، تو نماز کے اعادہ کا کیا حکم؟

سوال (۱) فرض نماز یا سنت میں واجب وغیرہ کے چھوٹ جانے پر یا تعدیل ارکان، تقدیم وتاخیر کی صورت میں سجدۂ سہو لازم آتا ہے، اگر کوئی شخص بھول سے قصداً دونوں جانب سلام پھیر دیتا ہے اور سجدۂ سہو نہیں کرتا ہے تو کیا نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟ اگر اعادہ واجب ہے تو اس نماز کی نیت کیا ہوگی؟ اگر فرض کی نیت کرتا ہے تو پہلے والی نماز کیا ہوگی، نفل ہو جائے گی یا فرض؟

(۲) اگر فرض کی نیت کرتا ہے تو مسئلہ کے اعتبار سے جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو ساقط ہے، آخر کیوں وہ نماز مکمل نہیں ہوتی، اگر نہیں ہوتی تو دوبارہ لوٹانا جمعہ وعیدین میں ضروری ہوگا؟

(۳) دہرائی جانے والی نماز میں کوئی شخص شامل ہوگیا تو اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

---

(۱) قال العلامة الحصكفي: (وتعديل الأركان) أي تسكين الجوارح قدر تسبيحة في الركوع والسجود، وكذا في الرفع منهما علىٰ ما اختاره الكمال. (الدر المختار)

قال ابن عابدين: لو تركها أو شيئًا منها ساهيًا يلزمه السهو ولو عمدًا يكره أشد الكراهة، ويلزمه أن يعيد الصلاة. (رد المحتار هامش الدر المختار، باب صفة الصلاة، واجبات الصلاة، مطلب لاينبغي أن يعدل عن الدراية الخ: ۳٤۲/۱)

(۲) (سجدتان بتشهد وسلام لترك واجب سجواً وإن تكرر وإن كان تركه) الواجب (عمداً أثم ووجب) عليه (إعادة الصلاة) تغليظاً عليه (لجبر نقصانها) فتكون مكملة وسقط الفرض بالأولىٰ وقيل: تكون الثانية فرضاً فهي المسقطة (ولا يسجد في) الترك (العمد للسهو) لأنه أقوىٰ، الخ. (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، باب سجود السهو: ۱۷۸، المكتبة العصرية. انيس)

هو المصوب

(۱) کسی واجب کے سہواً ترک یا تعدیل ارکان نہ پائے جانے سے جو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے، اگر اسے بھی سہواً یا عمداً ادا نہ کیا تو نماز کا اعادہ ضروری ہے، اور یہ نماز پہلی نماز کی کمی اور نقصان کی تلافی کے لئے ادا کی جائے گی۔ علامہ حصکفی نے درمختار میں صراحت کی ہے:

(**ولها واجبات) لاتفسد بتركها... والمختار أنه جابر للأول**. (الدر المختار مع الرد: ۱۴۸/۲)(۱)

عبارت بالا کا حاصل یہ ہے کہ واجبات نماز کے ترک سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے، لیکن نماز فاسد نہیں ہوتی ہے، لہٰذا اگر کسی نے سجدہ سہو نہیں کیا اور سلام پھیر دیا تو نماز کا اعادہ واجب ہے، اعادہ نہ کرنا فسق ہے، البتہ دوسری بار جو نماز پڑھی جائے گی، اس میں اعادہ کی نیت ہوگی۔

(۲) جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو کا نہ ہونا فتنہ سے بچنے کے لئے ہے، ان نمازوں میں عوام الناس کی بڑی کثرت ہوتی ہے اور ایک بھیڑ ہوتی ہے، اگر سجدۂ سہو کیا جائے تو لوگوں کی نماز فاسد اور خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، لہٰذا اس حکمت کے پیش نظر سجدۂ سہو ادا نہیں کیا جاتا ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں صراحت ہے:

إن مشائخنا قالوا: لايسجد للسهو في العيدين والجمعة لئلا يقع الناس في فتنة. (الفتاوى الهندية: ۱۲۸/۱)(۲)

معلوم ہوا کہ اصل فرضیت پہلی والی نماز سے ادا ہو جائے گی، اعادہ کا وجوب محض نقصان کی تلافی کے لئے ہے اور جمعہ وعیدین میں اس تلافی میں دقت ہے اور لوگوں کے فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے، اس لئے نماز ہو جائے گی۔

(۳) دہرائی جانے والی نماز میں شریک ہونے والے کی نماز فرض ادا نہ ہوگی؛ کیونکہ یہ اصلاً فرض نہیں ہے، بلکہ فرض کے اتمام اور اس کے نقصان کی تلافی کے لئے ہے۔ جیسا کہ علامہ حصکفی نے صراحت کی ہے:

والمختار أنه جابر للأول. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱۴۸/۲)(۳)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۷۱/۲-۷۲)

☆☆☆

(۱-۳) باب صفة الصلاة، واجبات الصلاة: ۴۵۷/۱، وكذا في فتح القدير، باب صفة الصلاة: ۳۰۱/۱، دار الفكر بيروت. انيس

(۲) الباب الثاني عشر في سجود السهو

(قوله: لايسجد للسهو في الجمعة والعيدين) أي لدفع الفتنة بعدم علم الجميع به وفساد صلاة من لم يتابع الإمام عند من يراه. (حاشية الشربلالي، على درر الحكام شرح غرر الحكام، سجود السهو في صلاة النفل: ۱۵۴/۱، دار إحياء الكتب العربية. انيس)